Allama Iqbal Open University AIOU B.A / AD Solved Assignment NO 2 Autumn 2025 Code 437 Islamiyat (E)

www.studyvillas.com

سوال نمبر *1* — تفکر فی الخلق کی اہمیت پر تفصیلی مضمون

تعارف

تفکر فی الخلق کا مطلب ہے: مخلوقاتِ اللہ — یعنی کائنات، آفاق، انفس، نباتات، حیوانات، فلک و زمین، اور اُن کے مظاہر — پر غور و فکر کرنا۔ اسلام میں غور و فکر کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے کیونکہ یہی انسانی عقل کو جاگرتا، ایمان کو مضبوط اور ضمیر کو بیدار کرتا ہے۔ قرآن و سنت نے بارہا مخلوقات کی طرف دیکھ کر اللہ کی قدرت، حکمت اور توحید پر غور کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس مضمون میں ہم تفکر فی الخلق کے فلسفہ، قرآنی بنیاد، روحانی و عملی فوائد، نفسیاتی اور سماجی نتائج، عملی طریقے، اور اس کے نفاذ کے مسائل کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔

---

1. تفکر فی الخلق کا فلسفہ اور مفہوم

تفکر محض ناظرہ نہیں بلکہ فعال تدبر ہے: دیکھنا، سوچنا، تجزیہ کرنا، دل کے معیار سے جانچنا اور اس نتیجے تک پہنچنا کہ یہ سب کچھ ایک حکمتِ کامل سے آیا ہے۔ اس میں تین مراحل شامل ہیں: مشاہدہ *(Observation)*، تعقل *(Reasoning)*، اور اعتراف *(Acknowledgment/Submission)*۔ مشاہدہ سے علم پیدا ہوتا، تعقل سے یقین پیدا ہوتا، اور اعتراف سے عبادت و اخلاق کی تشکیل ہوتی ہے۔

---

2. قرآنی و نقلی حوالہ جات (بنیادی شواہد)

قرآن کریم میں تفکر اور تدبر کی متعدد آیات موجود ہیں جن میں مخلوقاتِ عالم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

- **"إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ"**

(آل عمران: *190*) — آیاتِ قدرت پر غور کو عقل والوں کے لیے دلیل

www.studyvillas.com

قرار دیا گیا۔

- **"وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ..."** (فصلت/غافر کی متعدد آیات) — کائنات کے مظاہر اللہ کی صفاتِ کبریائی کی علامت ہیں۔

یہ نصوص بتاتی ہیں کہ کائنات کی ہر شئے، اس کے نظام، اور اُس کے حسن میں غور کرنا دین کا حصہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سنت میں بھی غور و فکر کی ترغیب ملتی ہے — صحابہ و تابعین کا علمی مزاج اور اہلِ علم کی وہ محافل اسی تدبر کا عملی اظہار تھیں۔

---

3. روحانی فائدے (ایمان و اخلاق پر اثر)

1. **توحید کی تقویت:** جب انسان آفاقی نظام کی ترتیب، ستاروں کی گردش، زمین کی فطرت، انسان کے پیچیدہ اعضا اور حیاتیاتی نظام پر غور کرتا

www.studyvillas.com

ہے تو اس کے دل میں خالقِ واحد کی توحید مزید مضبوط ہو جاتی ہے۔

2. **شکرگزاری اور تواضع:** قدرت کے مظاہرے انسان کو عاجزی سکھاتے ہیں؛ شکرِ الٰہی بڑھتا اور تکبر کم ہوتا ہے۔

3. **اخلاقی بیداری:** تدبر انسان کو رحم، عفو، انصاف اور تقوی کی طرف مائل کرتا ہے کیونکہ وہ مخلوق میں اللہ کے نشانات دیکھتا ہے۔

---

4. علمی و علمیاتی فوائد (سائنس، فلسفہ اور مذہب کا رابطہ)

1. **سائنسی تحقیق کی بنیاد:** تفکر ہی وہ تحریک ہے جس سے دورِ وسطیٰ میں علمِ فلک و حیاتیات اور جدید عہد میں سائنسی انقلاب وجود میں آیا۔ قرآن کی ترغیب نے تاریخی طور پر مسلمانوں میں مطالعہ و تحقیق کو

www.studyvillas.com

فروغ دیا۔

2. **دینی و دنیاوی علم کا میل:** جب مومن کائنات کو دینی نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے تو وہ سائنسی شواہد کو خدا کی نشانی سمجھ کر قبول کرتا اور سائنسی مدلولات مذہبی حکمت کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکتے ہیں۔

3. **فلسفیانہ عمق:** تفکر سے انسان وجود، مقصدِ زندگی، تقدیر اور اختیار جیسے مسائل پر غور کر کے عقائد کو عقلی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

---

5. نفسیاتی و سماجی فوائد

1. **ذہنی توازن و سکون:** غور و فکر پریشان کن خیالات کو منظم کرتا، فکرِ پیداوار میں بدل دیتا اور ذہنی سکون فراہم کرتا۔

www.studyvillas.com

2. **انسانی ہمدردی کی افزائش:** مخلوقات کی تنوع کو سمجھ کر افراد میں ہمدردی اور ماحول دوست رویہ جنم لیتا ہے۔

3. **معاشرتی شعور اور ذمہ داری:** جب انسان قدرت کے نظام کی قدر سمجھے گا تو وسائل کے عادلانہ استعمال، ماحولیاتی تحفظ اور کمیونٹی کی فلاح میں حصہ لے گا۔

---

6. عملی زندگی میں اثرات (معاشی، اخلاقی، اور معاشرتی عمل)

- **معاشی حکمت:** قدرتی وسائل کی اعتدال پسندی، ناسازگار استحصال سے روک، اور پائیدار معیشت کی جانب رجحان۔

www.studyvillas.com

- **ماحولیاتی تحفظ:** تفکر انسان کو ماحول کا خادم بناتا ہے؛ جنگلات، آبی وسائل اور حیاتیاتی تنوع کی حفاظت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔

- **طبّی و طبی اخلاق:** انسانی اعضا کے نظام پر غور سے طبِ جدید اور مریضوں کی انساندوستی میں اضافہ ہوتا ہے۔

---

7. تفکر کے طریقے (عملی رہنمائی)

1. **قرآن و سنت کے ساتھ ملا کر مطالعہ:** آیات قدرت پر غور کے ساتھ نصوص کا تقابلی مطالعہ انجام دیں۔

2. **مشاہدہ و تجربہ:** باہر نکل کر فطرت کا مشاہدہ، تجرباتی مطالعہ، باغبانی، فلکیاتی مشاہِد وغیرہ۔

www.studyvillas.com

3. **تحقیقی مطالعہ:** حیاتیات، فلکیات، ماحولیاتی سائنس اور فلسفہ کا مطالعہ تجزیاتی سوچ کو تقویت دیتا ہے۔

4. **راز و نیاز اور مراقبہ:** قلبی تدبر یعنی خاموش مطالعہ اور دعا کے ذریعے دل کے اندرونی اشارات کو سمجھنا۔

5. **اجتہادیانہ مکالمہ:** علمی مباحث، سیمینارز اور اجتماعات جہاں سوال و جواب سے فہم میں گہرائی آئے۔

---

8. رکاوٹیں اور چیلنجز

1. **سرفراز مادہ گرائی (Materialism):** مادّی مفادات اور دنیاوی لذتوں کا غلبہ تدبر کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔

www.studyvillas.com

2. **تعصب و تنگ نظری:** مذہبی یا نظریاتی تعصبات علمی تدبر کو روک دیتے ہیں۔

3. **تعلیم کی کمی:** منطقی اور سائنسی تربیت کی کمی سے غور و فکر سطحی رہ جاتا ہے۔

4. **تیز رفتار زندگی:** مشغولیت اور شوروغل کے باعث خاموشی اور تفکر کے لیے وقت نہیں ملتا۔

---

9. عملی تجاویز برائے نفاذِ تفکر فی الخلق

1. **تعلیمی نصاب میں تدبر شامل کریں:** مدارس و یونیورسٹی سطح پر کورسز جو قرآنِ کریم کی آیاتِ قدرت کا سائنسی و فلسفیانہ مطالعہ کروائیں۔

www.studyvillas.com

2. **ماحولیاتی و سائنسی پروگرام:** کمیونٹی لیول پر ورکشاپس، فیلڈ ٹرپس اور سیاحتی مطالعہ جات۔

3. **ذہنی سکون کے مواقع:** مراقبہ، طبیعت میں وقت گذاری اور کھلی فضا میں عبادتِ تفکر کے اوقات مقرر کریں۔

4. **بین الضلعی مکالمے:** سائنسی اور دینی ماہرین کے درمیان مکالمات جن سے دونوں شعبے فائدہ اٹھائیں۔

نتیجہ (خلاصہ)

تفکر فی الخلق اسلام کا وہ علمی و روحانی عمل ہے جو انسان کو محض دیکھنے والا نہیں بلکہ سمجھنے والا، جاننے والا اور عمل کرنے والا بناتا ہے۔ یہ توحید کی حقیقت کو روشن، اخلاق کو پاکیزہ، اور معاشرتی رویوں کو ذمہ

www.studyvillas.com

دار بناتا ہے۔ قرآن نے ہمیں دستورِ زندگی دیا کہ آفاق و انفاس میں غور کرو — یہی تدبر نہ صرف فرد کے ایمان کو تقویت دیتا ہے بلکہ پوری امت کو علم، عمل اور عدل کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ آج کے دور میں جب سائنس و ٹیکنالوجی نے امکانات بڑھا دیے ہیں تو تفکر کی ضرورت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے تاکہ انسان خود کو، کائنات کو، اور خالق کی معرفت کو بہتر طور پر سمجھ سکے اور اپنی ذمہ داریوں کو پہچانے۔ اللہ ہمیں وہ عقل و بصیرت عطا فرمائے کہ ہم مخلوقات میں اس کی نشانات دیکھ کر اس کے احسان کا شکر ادا کریں اور اس کی مخلوق کے حقوق کی حفاظت کریں۔ آمین۔

www.studyvillas.com

سوال نمبر 2 — سورۃ آلِ عمران کی روشنی میں آخرت کی اہمیت پر نوٹ

تعارف

قرآنِ مجید کی سورۃ آلِ عمران، ایمان، تقویٰ، صبر، جہاد اور آخرت جیسے بنیادی عقائد کی وضاحت کرتی ہے۔ اس سورۃ میں دنیاوی زندگی کی حقیقت کو وقتی اور فانی قرار دیتے ہوئے آخرت کی اہمیت کو نہایت واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ کے مختلف حصوں میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو یہ باور کروایا کہ دنیا کی زندگی ایک آزمائش ہے جبکہ آخرت کی زندگی حقیقی، دائمی اور کامیابی یا ناکامی کا اصل میدان ہے۔ اس مضمون میں ہم سورۃ آلِ عمران کی روشنی میں آخرت کی اہمیت، اس کے عقائدی، اخلاقی، روحانی اور عملی پہلوؤں کو تفصیل سے بیان کریں گے۔

---

1. آخرت کا تصور: سورۃ آلِ عمران کا مرکزی پیغام

سورۃ آلِ عمران کا بنیادی مقصد مسلمانوں کے عقیدے کو مضبوط کرنا اور انہیں یہ احساس دلانا ہے کہ دنیا کی زندگی صرف ایک عارضی امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

www.studyvillas.com

"كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (آل عمران: *185*)

ترجمہ: "ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے، اور تمہیں تمہارے اعمال کا پورا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا۔"

یہ آیت آخرت کے عقیدے کی بنیاد ہے۔ دنیا عارضی ہے جبکہ جزا و سزا کا اصل دن قیامت کا دن ہے۔ اس آیت میں نہ صرف موت کی حتمیت بیان کی گئی ہے بلکہ اس کے بعد کی ابدی زندگی کی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔

---

2. دنیا اور آخرت کا موازنہ

سورۃ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ظاہری چمک دمک اور لذتوں کو فریب قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ..." (آل عمران: *14*)

ترجمہ: "لوگوں کے لیے ان کی خواہشات کو خوشنما بنا دیا گیا ہے، جیسے عورتیں، اولاد، سونا، چاندی، گھوڑے، مویشی اور کھیتیاں۔"

www.studyvillas.com

لیکن اسی کے بعد فرمایا گیا:

"قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ..."

(آل عمران: 15)

ترجمہ: "کہہ دو! کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتاؤں؟ پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔"

یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ دنیاوی نعمتیں وقتی اور فانی ہیں، جبکہ آخرت کی نعمتیں ابدی، حقیقی اور بے انتہا ہیں۔

---

3. آخرت ایمان کا لازمی جزو

سورۃ آلِ عمران میں ایمان بالآخرہ کو ایمانِ کامل کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ ایمان کے تین اہم ارکان — توحید، رسالت، اور آخرت — آپس میں گہرے طور پر مربوط ہیں۔ آخرت پر ایمان انسان کو دنیاوی حرص و لالچ سے محفوظ رکھتا ہے، اور اسے عملِ صالح کی طرف مائل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ" *(الشعراء: 88-89)*

www.studyvillas.com

اگرچہ یہ آیت سورۃ الشعراء کی ہے، لیکن سورۃ آلِ عمران میں اسی مفہوم کو تقویت دی گئی ہے کہ کامیابی مال یا اولاد سے نہیں بلکہ ایمان اور نیک اعمال سے حاصل ہوتی ہے۔

---

4. آخرت کی اہمیت کا اخلاقی پہلو

1. **عدل و انصاف کا قیام:** آخرت کا عقیدہ انسان کے اندر جوابدہی کا احساس پیدا کرتا ہے۔ جب انسان جانتا ہے کہ اسے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے تو وہ ظلم و زیادتی سے بچتا ہے۔

2. **صبر و استقامت:** سورۃ آلِ عمران میں اہلِ ایمان کو صبر، ثبات اور تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ وہ آخرت میں کامیاب ہوں۔ فرمایا گیا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ" (آل عمران: *200*)

ترجمہ: "اے ایمان والو! صبر کرو، ثابت قدم رہو، اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم

www.studyvillas.com

کامیاب ہو جاؤ۔"

یہاں کامیابی سے مراد صرف دنیاوی کامیابی نہیں بلکہ آخرت کی کامیابی ہے۔

3. **نیکی کا جذبہ:** آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص ریاکاری کے بجائے خالص نیت سے نیکی کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اصل انعام اللہ کے پاس ہے۔

---

5. آخرت کا روحانی پہلو

1. **اللہ سے قربت:** آخرت کے تصور سے انسان اللہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ موت کے بعد صرف اللہ ہی کے حضور پیش ہونا ہے۔

www.studyvillas.com

2. **تزکیۂ نفس:** آخرت پر یقین انسان کو اپنے نفس کی اصلاح پر آمادہ کرتا ہے، وہ اپنے اعمال کو بہتر بناتا ہے تاکہ آخرت میں نجات حاصل کرے۔

3. **خوف و امید کا توازن:** آخرت کا عقیدہ انسان کے دل میں خوف (عذاب سے بچنے کا) اور امید (رحمتِ الٰہی کی) دونوں جذبات کو پیدا کرتا ہے۔

---

6. دنیاوی رویوں پر آخرت کے عقیدے کا اثر

سورۃ آلِ عمران میں بار بار یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہ دنیاوی زندگی میں اعتدال، انصاف اور ایثار کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

- وہ دولت کو اللہ کی نعمت سمجھتے ہیں، اس پر فخر نہیں کرتے۔
- وہ طاقت کے باوجود عاجزی اختیار کرتے ہیں۔

www.studyvillas.com

- وہ مشکلات میں اللہ کی رضا کے لیے صبر کرتے ہیں۔

- وہ اپنے اعمال کے نتائج سے غافل نہیں رہتے۔

---

7. غزوہ اُحد کے واقعات میں آخرت کی تعلیم

سورۃ آلِ عمران کا ایک بڑا حصہ غزوۂ اُحد کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس موقع پر یاد دلایا کہ اگر وہ آخرت پر یقین رکھیں گے تو دنیاوی شکست ان کے لیے وقتی ہوگی۔ فرمایا گیا:

"وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ" *(آل عمران: 139)*

یعنی "غم نہ کرو، ہمت نہ ہارو، اگر تم ایمان والے ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ ایمان بالآخرہ رکھنے والا کبھی مایوس نہیں ہوتا، وہ دنیاوی نقصان کو عارضی سمجھتا ہے اور اپنی نظر آخرت کے انعام پر رکھتا ہے۔

www.studyvillas.com

8. اہلِ کتاب کے عقیدے پر اصلاح

سورۃ آلِ عمران میں اہلِ کتاب کو بھی دعوت دی گئی ہے کہ وہ اپنے عقائد کو درست کریں اور آخرت پر سچا ایمان لائیں۔ ان میں سے اکثر لوگوں نے دنیاوی مفادات کے لیے دین میں تحریف کی، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انہیں یاد دلایا کہ آخرت میں ہر عمل کا حساب لیا جائے گا۔ اس طرح قرآن نے صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے آخرت کی اہمیت کو واضح کیا۔

---

9. موجودہ دور میں آخرت کی اہمیت

آج کا انسان مادی دوڑ میں آخرت کو بھول چکا ہے۔ سورۃ آلِ عمران کا پیغام آج کے انسان کے لیے ایک تنبیہ ہے کہ حقیقی زندگی موت کے بعد کی ہے۔ اگر انسان اپنے اعمال کو آخرت کی بنیاد پر جانچے گا تو وہ معاشرتی عدل، انسانی حقوق، اور امنِ عامہ کے اصولوں کو اپنائے گا۔

---

www.studyvillas.com

10. خلاصہ

سورۃ آلِ عمران کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ آخرت ایمان کا بنیادی جز ہے۔ دنیا فانی ہے، جبکہ آخرت ابدی ہے۔ جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہ دنیاوی آزمائشوں میں صبر کرتے ہیں، نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، اور ظلم و گناہ سے بچتے ہیں۔ آخرت کا عقیدہ انسان کو جوابدہی کا احساس دلاتا ہے، جو ایک منصف، عادل، اور صالح معاشرہ قائم کرنے کے لیے ضروری ہے۔

آخر میں کہا جا سکتا ہے کہ سورۃ آلِ عمران کا پیغام یہ ہے کہ دنیا کی زیب و زینت عارضی ہے، مگر آخرت کی نعمتیں ابدی ہیں۔ اس لیے کامیابی اسی کی ہے جو دنیا میں ایمان، صبر، تقویٰ اور نیک عمل کے ساتھ آخرت کی تیاری کرے۔

www.studyvillas.com

سوال نمبر 3 – ایک اچھے مومن کی صفات پر سورۃ آلِ عمران کی روشنی میں جامع نوٹ

تعارف

سورۃ آلِ عمران قرآنِ حکیم کی تیسری سورۃ ہے، جو ایمان، صبر، تقویٰ، جہاد، اور اخلاقی استقامت کے اصولوں کو واضح کرتی ہے۔ اس سورۃ میں ایک کامل مومن کے اوصاف نہایت جامع انداز میں بیان کیے گئے ہیں تاکہ مسلمان اپنے

www.studyvillas.com

کردار کو مضبوط، باعمل، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ بنا سکے۔ ایک اچھے مومن کی پہچان صرف عبادات میں نہیں بلکہ اس کے اخلاق، رویے، نیت، قربانی اور عملِ صالح میں ہوتی ہے۔ سورۃ آلِ عمران اس حوالے سے ایک مکمل اخلاقی اور روحانی دستور پیش کرتی ہے۔

---

1. مومن کی پہلی صفت — کامل ایمان اور توکل علی اللہ

سورۃ آلِ عمران میں سب سے پہلی اور بنیادی صفت ایمانِ کامل اور اللہ پر توکل کو قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا گیا:

"الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ" (آل عمران: *173*)

ترجمہ: "جن سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف لوگ جمع ہو گئے ہیں، ان سے ڈرو، تو ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے کہا: ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔"

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ مومن کی اصل طاقت اس کا ایمان اور اللہ پر بھروسہ

www.studyvillas.com

ہے۔ وہ مشکل حالات میں خوفزدہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ پر یقین رکھتا ہے کہ وہی مددگار ہے۔

---

2. مومن کی دوسری صفت — صبر و استقامت

اللہ تعالیٰ نے سورۃ آلِ عمران میں اہلِ ایمان کو صبر کی تلقین کی اور فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ" (آل عمران: *200*)

ترجمہ: "اے ایمان والو! صبر کرو، ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو، ثابت قدم رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔"

یہ آیت صبر کو مومن کی کامیابی کا زینہ قرار دیتی ہے۔ ایک اچھا مومن مصیبت، آزمائش اور جنگ کے وقت گھبراتا نہیں بلکہ صبر اور حوصلہ سے کام لیتا ہے۔ صبر نہ صرف بدلہ دینے سے باز رہنے کا نام ہے بلکہ ایمان پر ثابت قدم رہنے کی علامت ہے۔

---

www.studyvillas.com

3. مومن کی تیسری صفت — تقویٰ اور خوفِ خدا

سورۃ آلِ عمران میں فرمایا گیا:

"وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ"

(آل عمران: 133)

ترجمہ: "اور اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔"

یہاں مومن کی صفت "تقویٰ" کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے۔ ایک پرہیزگار مومن گناہوں سے بچتا ہے، اپنی نیت کو خالص رکھتا ہے اور ہر کام میں اللہ کی رضا کو مقدم رکھتا ہے۔ تقویٰ انسان کو گناہ سے دور اور نیکی کے قریب کرتا ہے، جو مومن کے ایمان کی علامت ہے۔

---

4. مومن کی چوتھی صفت — انفاق فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں خرچ کرنا)

سورۃ آلِ عمران میں اہلِ ایمان کی ایک نمایاں خصوصیت انفاق فی سبیل اللہ بتائی گئی ہے۔ فرمایا گیا:

www.studyvillas.com

"الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ" (آل عمران: *134*)

ترجمہ: "وہ لوگ جو خوشحالی اور تنگ دستی میں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، غصہ ضبط کرتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں، اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

یہ آیت مومن کے تین اعلیٰ اخلاقی پہلوؤں کو ظاہر کرتی ہے:

1. مالی قربانی
2. غصے پر قابو
3. دوسروں کو معاف کرنا

یہ صفات مومن کو معاشرے میں محبوب اور باعزت بناتی ہیں۔

www.studyvillas.com

5. مومن کی پانچویں صفت — استغفار اور توبہ

سورۃ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ" (آل عمران: *135*)

ترجمہ: "اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔"

یہ آیت مومن کی توبہ اور احساسِ ندامت کو بیان کرتی ہے۔ ایک اچھا مومن غلطی ہونے پر فوراً رجوع کرتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ غفور و رحیم ہے۔ یہ استغفار مومن کو پاکیزگی، عاجزی، اور روحانی بلندی عطا کرتا ہے۔

---

6. مومن کی چھٹی صفت — اطاعتِ الٰہی اور پیرویِ رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ" (آل عمران: *31*)

ترجمہ: "(اے نبی ﷺ) کہہ دو، اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری

www.studyvillas.com

پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ ایک مومن کی اصل پہچان اطاعتِ رسول ﷺ ہے۔ جو شخص نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرتا ہے، وہ درحقیقت اللہ کی محبت کا حق دار بنتا ہے۔ اطاعتِ رسول ہی ایمان کو مضبوط اور کردار کو بہتر بناتی ہے۔

---

7. مومن کی ساتویں صفت — اتحاد و اتفاق

سورۃ آلِ عمران میں اہلِ ایمان کو اتحاد پر زور دیا گیا ہے:

"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا" (آل عمران: *103*)

ترجمہ: "اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقے میں نہ پڑو۔"

یہ آیت مومن کے اجتماعی کردار کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ایک سچا مومن تفرقہ نہیں پھیلاتا بلکہ امت کے اتحاد کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ اتحاد امت کا تحفظ کرتا ہے اور معاشرتی امن کا ضامن بنتا ہے۔

---

www.studyvillas.com

8. مومن کی آٹھویں صفت — صادق القول اور دیانتدار

سورۃ آلِ عمران میں فرمایا گیا:

"وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ..."

(آل عمران: 199)

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ مومن دیانتدار، سچا، اور اللہ کے سامنے عاجز ہوتا ہے۔ ایک مومن کی زبان اور عمل میں تضاد نہیں ہوتا۔

---

9. مومن کی نویں صفت — جہاد اور قربانی کا جذبہ

سورۃ آلِ عمران میں جہاد کے بارے میں فرمایا گیا:

"وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ" *(آل عمران: 169)*

ترجمہ: "جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے انہیں مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں۔"

یہ آیت مومن کی قربانی اور ایثار کے جذبے کو ظاہر کرتی ہے۔ ایک مومن

www.studyvillas.com

ایمان کے تحفظ کے لیے اپنی جان، مال، اور وقت سب قربان کرنے کے لیے تیار رہتا ہے۔

---

10. مومن کی دسویں صفت — شکر اور رضا بالقضا

سورۃ آلِ عمران میں اہلِ ایمان کو شکرگزاری کی تلقین کی گئی ہے۔ وہ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اللہ کے فیصلے پر راضی رہتے ہیں۔ غزوۂ اُحد کے موقع پر جب مسلمانوں کو نقصان پہنچا تو اللہ نے فرمایا:

"الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ" (آل عمران: 172)

یعنی وہ لوگ جو زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بلانے پر لبیک کہتے ہیں۔

یہی صفت ایک مضبوط مومن کی نشانی ہے کہ وہ مایوس نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی رضا پر راضی رہتا ہے۔

---

11. مومن کی گیارھویں صفت — ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنا

www.studyvillas.com

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ..." (آل عمران: *191*)

ترجمہ: "وہ لوگ جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں۔"

یہ آیت مومن کی فکری اور روحانی گہرائی کو ظاہر کرتی ہے۔ وہ صرف عبادات میں ہی نہیں بلکہ تفکر اور تدبر کے ذریعے بھی اللہ کی عظمت کو پہچانتا ہے۔

---

12. خلاصہ

سورۃ آلِ عمران ایک مومن کے لیے مکمل اخلاقی اور روحانی منشور پیش کرتی ہے۔ اس میں ایمان، تقویٰ، صبر، اتحاد، ایثار، استغفار، توکل، اور شکر جیسے اوصاف بیان کیے گئے ہیں جو مومن کو دنیا و آخرت میں کامیاب بناتے

www.studyvillas.com

ہیں۔

ایک اچھا مومن:

- اللہ پر بھروسہ کرتا ہے
- صبر و تقویٰ اختیار کرتا ہے
- دوسروں کے لیے خیرخواہی کرتا ہے
- گناہوں سے توبہ کرتا ہے
- اور نبی ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے

آخرکار سورۃ آلِ عمران کا پیغام یہی ہے کہ حقیقی کامیابی نہ مال میں ہے نہ منصب میں، بلکہ ایمان، نیکی، اور تقویٰ میں ہے۔ ایک اچھا مومن وہی ہے جو

www.studyvillas.com

اللہ کی رضا کے لیے جیتا ہے، اس کے احکامات پر عمل کرتا ہے، اور اپنی زندگی کو ایمان و عملِ صالح سے مزین کرتا ہے۔

سوال نمبر 4: انبیاء کرام کی بعض خصوصی صفات بیان کریں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے ہر زمانے میں انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو حق و باطل میں تمیز سکھائیں، اُنہیں نیکی کی دعوت دیں اور برائی سے روکیں۔ انبیاء کرام کا درجہ عام انسانوں سے بلند ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنی خاص رسالت کے لیے منتخب فرماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں بعض ایسی خصوصی صفات پائی جاتی ہیں جو کسی اور انسان میں نہیں ہوتیں۔ ان صفات نے انہیں انسانیت کے رہنما، اللہ کے برگزیدہ بندے، اور ہدایت کے چراغ بنا دیا۔ ان خصوصی صفات کا تفصیلی بیان درج ذیل ہے:

www.studyvillas.com

۱۔ صدق (سچائی):

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سب سے نمایاں صفت صدق ہے۔ وہ ہمیشہ سچ بولتے، سچ پر قائم رہتے اور جھوٹ سے بالکل پاک ہوتے تھے۔ اُن کی زندگی کے ہر پہلو میں سچائی جھلکتی تھی۔ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا: "وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا" (مریم: 41) یعنی "اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کرو، وہ سچّے نبی تھے۔" حضرت محمد ﷺ کو بھی مکہ کے لوگ "الصادق الامین" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ سچائی انبیاء کی دعوت کی بنیاد تھی کیونکہ اگر داعی خود سچا نہ ہو تو اس کی بات میں اثر پیدا نہیں ہوسکتا۔

۲۔ امانت (دیانت و بھروسہ):

انبیاء کرام کی دوسری اہم صفت امانتداری ہے۔ وہ ہر معاملے میں دیانتدار ہوتے، اللہ کا پیغام امانت کے طور پر پہنچاتے اور کسی چیز میں خیانت نہیں کرتے تھے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر انبیاء نے اپنی قوموں سے کہا: "إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ" یعنی "میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔" (الشعراء: 107) یہ امانت نہ صرف مادی چیزوں میں بلکہ رسالت کی ذمہ داری میں بھی

www.studyvillas.com

شامل تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "لا إيمان لمن لا أمانة له" یعنی "جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔"

۳۔ تبلیغ (پیغامِ الٰہی پہنچانا):

انبیاء کرام پر اللہ تعالیٰ کے پیغام کو بغیر کسی کمی یا زیادتی کے اپنی قوم تک پہنچانا فرض ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کے اعتراضات، مخالفتوں، اور تکالیف کے باوجود اللہ کا پیغام کھلے عام سناتے تھے۔ انبیاء کی اس صفت کو "تبلیغ" کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا: "مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ" (المائدہ: 99) یعنی "رسول پر صرف پیغام پہنچانے کی ذمہ داری ہے۔" حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو تبلیغ کی مگر اپنی ذمہ داری سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔

۴۔ عصمت (گناہوں سے پاک ہونا):

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔ وہ نہ کسی بڑے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور نہ ہی دانستہ طور پر کسی برائی کا ارادہ کرتے ہیں۔ عصمت کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص حفاظت

www.studyvillas.com

میں رکھتا ہے تاکہ وہ اپنے مشن کو پاکیزگی سے انجام دے سکیں۔ اس صفت کا مقصد یہ ہے کہ لوگ ان کی سیرت پر اعتماد کریں اور اُن کی باتوں کو سچ مانیں۔ اگر نبی کسی گناہ یا بدعملی میں ملوث ہوتا تو اُس کی دعوت پر شک پیدا ہوتا، اس لیے اللہ نے انہیں محفوظ رکھا۔

۵۔ فطری عقل و دانش:

انبیاء کرام میں غیر معمولی عقل، حکمت اور فہم و فراست ہوتی ہے۔ وہ اپنی قوم کے مسائل کو سمجھ کر اُن کے مطابق ہدایت دیتے ہیں۔ قرآن میں حضرت لقمان کی حکمت کا ذکر آیا ہے، اگرچہ وہ نبی نہیں تھے، لیکن یہ حکمت انبیاء میں اعلیٰ درجے میں موجود ہوتی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے فیصلے اور سیاسی بصیرت ایسی مثالیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی نہ صرف دینی رہنما ہوتے ہیں بلکہ بہترین منتظم بھی۔

۶۔ صبر و استقامت:

تمام انبیاء کرام نے اپنی دعوت کے دوران سخت مصیبتیں برداشت کیں، مگر اللہ کی راہ میں کبھی کمزوری نہیں دکھائی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کی

www.studyvillas.com

مخالفت میں صبر کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں ڈالے جانے پر بھی توکل کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون جیسے ظالم کے مقابلے میں حوصلہ نہیں ہارا، اور حضور ﷺ نے مکہ کی تکالیف میں صبر و تحمل کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ قرآن میں فرمایا گیا: "فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ" (الاحقاف: 35) یعنی "صبر کرو جیسے اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا۔"

۷۔ شجاعت اور بہادری:

انبیاء کرام اپنی قوموں کے ظالم حکمرانوں کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہوتے تھے۔ ان میں خوف و کمزوری کا شائبہ بھی نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ ان کے ساتھ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے "حق" کی آواز بلند کی۔ حضرت محمد ﷺ نے مکہ کے بت پرست معاشرے کے سامنے توحید کا پیغام دیا، چاہے پورا قبیلہ مخالف کیوں نہ ہو۔

۸۔ تواضع و انکساری:

انبیاء کرام کی ایک نمایاں خصوصیت ان کی عاجزی ہے۔ وہ اپنی شان کے باوجود خود کو بندۂ خدا سمجھتے تھے۔ وہ دولت، اقتدار یا شہرت کے خواہاں

www.studyvillas.com

نہیں ہوتے بلکہ اللہ کی رضا کے طالب رہتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "أنا عبد، آكل كما يأكل العبد، وأجلس كما يجلس العبد" یعنی "میں بندہ ہوں، اسی طرح کھاتا ہوں جیسے بندہ کھاتا ہے، اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جیسے بندہ بیٹھتا ہے۔"

۹۔ عدل و انصاف:

انبیاء کرام عدل و انصاف کے پیکر ہوتے ہیں۔ وہ کبھی ظلم نہیں کرتے اور نہ کسی کے ساتھ ناانصافی روا رکھتے ہیں۔ قرآن کریم میں حکم دیا گیا: "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ" (النحل: *90*)۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ" (ص: *26*) یعنی "لوگوں کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کرو۔"

۱۰۔ شفقت و رحمت:

انبیاء اپنی قوموں پر بہت مہربان ہوتے ہیں۔ وہ اُن کی ہدایت کے لیے دن رات فکر مند رہتے ہیں۔ نبی ﷺ کے بارے میں قرآن نے فرمایا: "لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ" (التوبہ: *128*) یعنی "تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا، تمہاری تکلیف اس پر

www.studyvillas.com

گراں گزرتی ہے، وہ تم پر بہت حریص ہے، مومنوں پر بہت رؤوف اور رحیم ہے۔"

نتیجہ:

انبیاء کرام کی یہ تمام صفات انہیں عام انسانوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ وہ انسانیت کے لیے نمونۂ عمل ہیں۔ ان کی سیرت، صداقت، امانت، صبر، شجاعت اور انکساری ایسی خصوصیات ہیں جو ہر انسان کو اپنی زندگی میں اپنانی چاہییں۔ اگر مسلمان انبیاء کی سیرت سے رہنمائی حاصل کریں تو دنیا میں عدل، محبت اور امن کا نظام قائم ہوسکتا ہے۔ انبیاء کرام کی صفات نہ صرف دینی لحاظ سے بلکہ اخلاقی اور سماجی اعتبار سے بھی انسانیت کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔

www.studyvillas.com

سوال نمبر 5: جھوٹ بولنے کی قباحت بیان کریں نیز کن مواقع پر جھوٹ بولنا جائز ہو جاتا ہے؟

اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسان کی ظاہری اور باطنی زندگی کو پاکیزہ بناتا ہے۔ اسلام نے سچائی کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے اور جھوٹ کو ایمان کے منافی عمل بتایا ہے۔ جھوٹ ایسی برائی ہے جو نہ صرف انسان کی ساکھ کو تباہ کرتی ہے بلکہ معاشرے میں اعتماد، عدل، اور انصاف کے نظام کو بھی بگاڑ دیتی ہے۔ قرآن و سنت میں جھوٹ کو شدید گناہ قرار دیا گیا ہے اور مومن کی شان یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔

www.studyvillas.com

جھوٹ کی تعریف:

جھوٹ اس بات کو کہتے ہیں جو حقیقت کے خلاف ہو، یعنی ایسی بات کہنا جو دراصل سچ نہ ہو۔ اگر کوئی شخص حقیقت کو بدل کر یا چھپا کر کوئی بات بیان کرے تو وہ جھوٹا کہلاتا ہے۔ شریعتِ اسلام میں جھوٹ زبان کی بدترین آفتوں میں شمار ہوتا ہے۔

جھوٹ کی قباحت (برائیاں اور نقصانات):

۱۔ قرآن کریم میں جھوٹ کی مذمت:

اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر جھوٹ بولنے والوں کی مذمت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ" (الزمر: 3)

یعنی "اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور ناشکرا ہو۔"

ایک اور مقام پر فرمایا گیا:

"فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ" (آل عمران: 61)

یعنی "ہم اللہ کی لعنت جھوٹوں پر بھیجتے ہیں۔"

www.studyvillas.com

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنے والا نہ صرف لوگوں کی نگاہ میں ذلیل ہوتا ہے بلکہ اللہ کی لعنت کا بھی مستحق بنتا ہے۔

۲۔ احادیثِ نبوی ﷺ میں جھوٹ کی مذمت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایاکم والکذب، فإن الکذب یهدي إلی الفجور، والفجور یهدي إلی النار"

(صحیح بخاری و مسلم)

یعنی "جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔"

ایک اور حدیث میں فرمایا گیا:

"منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، اور امانت دی جائے تو خیانت کرے۔"

(صحیح بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ منافقت کی علامت ہے، اور مومن کے شایانِ شان نہیں۔

www.studyvillas.com

۳۔ اخلاقی نقصان:

جھوٹ انسان کے اخلاق کو بگاڑ دیتا ہے۔ جھوٹ بولنے والا شخص وقت کے ساتھ اپنے ضمیر کی آواز کو دبانا سیکھ لیتا ہے۔ سچائی انسان کے کردار کو مضبوط بناتی ہے جبکہ جھوٹ کردار کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔

۴۔ معاشرتی نقصان:

جھوٹ معاشرے میں بداعتمادی پیدا کرتا ہے۔ اگر لوگ ایک دوسرے پر اعتماد کھو دیں تو معاملات میں بے سکونی، بدگمانی، اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ تجارت، عدلیہ، تعلیم، اور سیاست جیسے شعبے جھوٹ کے باعث غیر منصفانہ بن جاتے ہیں۔

۵۔ روحانی نقصان:

جھوٹ بولنے سے انسان کے دل پر گناہ کا دھبہ لگتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگتا ہے، اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو یہ نکتے بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جھوٹ انسان کے روحانی تعلق کو بھی اللہ سے کمزور کر دیتا ہے۔

www.studyvillas.com

۶۔ آخرت کا عذاب:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جھوٹ بولنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جھوٹے کی زبان کو قیامت کے دن ستر ہاتھ تک کھینچا جائے گا۔" (ترمذی)

یہ اس بات کی علامت ہے کہ جھوٹ قیامت میں بھی ذلت اور رسوائی کا سبب ہوگا۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں سچائی کی فضیلت:

اسلام نے جھوٹ کی برائی کے ساتھ ساتھ سچائی کی اہمیت پر بھی زور دیا ہے۔

قرآن میں فرمایا گیا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ" (التوبہ: 119)

یعنی "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔"

نبی ﷺ نے فرمایا:

"سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے، اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔"

(صحیح بخاری)

www.studyvillas.com

جھوٹ بولنے کی وجوہات:

بعض اوقات لوگ دنیاوی مفادات، ڈر، یا وقتی فائدے کے لیے جھوٹ بولتے ہیں۔

مثلاً:

- سزا یا نقصان کے خوف سے
- کسی کو خوش کرنے کے لیے
- اپنی غلطی چھپانے کے لیے
- دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کے لیے

مگر اسلام میں ان وجوہات کو جھوٹ بولنے کا جواز نہیں سمجھا گیا، سوائے چند خاص حالات کے۔

www.studyvillas.com

کن مواقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے؟

اسلام نے جھوٹ کو عمومی طور پر حرام قرار دیا ہے، مگر چند مواقع پر اگر کسی بڑی بھلائی، صلح، یا انسانی جان کے تحفظ کے لیے جھوٹ بولنا ناگزیر ہو تو اجازت دی گئی ہے۔

۱۔ جنگ کے دوران:

جنگ کے موقع پر دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے اگر کوئی تدبیر کی جائے تو اسے جھوٹ نہیں کہا جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الحرب خدعة"

یعنی "جنگ ایک چال ہے۔" (صحیح بخاری)

یہ جھوٹ اس لیے جائز ہے کہ اس کا مقصد دشمن کو کمزور کرنا اور مسلمانوں کو نقصان سے بچانا ہوتا ہے۔

۲۔ صلح کرانے کے لیے:

اگر دو مسلمانوں کے درمیان جھگڑا ہو اور کوئی شخص اُن میں صلح کرانے کے لیے ایسی بات کہہ دے جس سے محبت پیدا ہو جائے، تو یہ جھوٹ نہیں بلکہ

www.studyvillas.com

نیکی ہے۔

حدیث میں ہے:

"جھوٹا وہ نہیں جو دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے نیک بات کہے۔" (صحیح بخاری)

۳۔ شوہر اور بیوی کے درمیان:

اگر شوہر بیوی کو خوش کرنے یا گھر کے ماحول کو بہتر بنانے کے لیے کوئی بات مبالغہ کے طور پر کہہ دے، تو اسے جھوٹ شمار نہیں کیا گیا۔ مثال کے طور پر اگر شوہر بیوی سے کہے کہ "تم دنیا کی سب سے اچھی عورت ہو"، تو یہ دراصل محبت بڑھانے کے لیے کہا گیا جملہ ہے، حقیقت میں فریب نہیں۔

۴۔ جان بچانے یا کسی مظلوم کو بچانے کے لیے:

اگر کوئی ظالم کسی معصوم انسان کو قتل یا نقصان پہنچانا چاہتا ہو، اور آپ کو جھوٹ بولنے سے کسی بے گناہ کی جان بچانے کا موقع ملے، تو ایسے موقع پر جھوٹ بولنا گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے۔ اس کا مقصد زندگی کا تحفظ ہے جو شریعت میں بڑی نیکی ہے۔

www.studyvillas.com

نتیجہ:

جھوٹ بولنا اسلام میں سخت گناہ اور بدترین اخلاقی برائی ہے۔ یہ نہ صرف دنیاوی تعلقات کو خراب کرتا ہے بلکہ انسان کے ایمان کو بھی متاثر کرتا ہے۔ اگر انسان سچ بولنے کا عادی ہو جائے تو وہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ البتہ اسلام ایک متوازن دین ہے، اس نے سخت ترین مواقع پر انسانی ضرورت کے تحت جھوٹ کی معمولی اجازت دی ہے، مگر اس کا استعمال بھی نیکی اور اصلاح کے مقصد سے ہی ہونا چاہیے۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان کو جھوٹ سے محفوظ رکھے، سچائی کو اپنا شعار بنائے، کیونکہ سچ ہی وہ روشنی ہے جو انسان کو جنت کے راستے پر لے جاتی ہے۔

www.studyvillas.com